اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ

قرآن میں اُولِی الۡاَمۡرِ سے مراد عمال (حکام و گورنر) ہیں لیکن علماء نے عوام کو یہ باور کرایا ہے کہ اُولِی الۡاَمۡرِ سے مراد علماء ہیں- راقم کہتا ہے یہ اقوال درست سمت میں نہیں ہیں

مدینہ پہنچنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو حاکم یا منتظم اعلی قرار نہیں دیا بلکہ رسول اللہ کا درجہ کسی بھی دنیا کے درجہ سے بلند تھا–اسلام یمن تک پہنچا پھر خیبر پھر نجد پھر بحرین پھر عمان تک آ گیا–اس طرح مسلمانوں کی ایک حکومت قائم ہوئی اور اس کے استحکام کے لئے سمع و اطاعت ضروری تھی–سورہ نساء میں حکم دیا گیا

يَآ اَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوٓا اَطِيْعُوا اللّـٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَاِنْ تَنَازَعْتُـمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّـٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُـمْ تُؤْمِنُـوْنَ بِاللّـٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْـرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کرو، اُس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اپنوں میں سے اپنے صاحب حکم کی اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی معاملے میں تمہارے درمیان اختلافِ رائے ہو، تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اچھا طریقہ ہے، اور انجام کے لحاظ سے بھی یہی بہتر ہے

آیت میں اُولِی الاَمرِ کے الفاظ ہیں یعنی وہ جب کے پاس حکم کرنے کا اختیار ہو یعنی لشکر کے امیر یا امیر عسکر یا امیر سریہ یا کسی مقام پر گورنر-اس آیت کا تعلق اس تربیت سے تھا جس سے مستقبل میں عظیم اسلامی خلافت قائم ہونے جا رہی تھی — حکم نبوی تھا

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ، عَنِ الجَعْدِ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

جسے اپنے امیر کی کوئی بات ناگوار گزرے، اُس شخص کو صبر کرنا چاہیے، کیونکہ جو شخص ایک بالشت کے برابر بھی حکومت کی اطاعت سے نکلا، اور اسی حالت میں مر گیا، اُس کی موت جاہلیت پر ہوئی"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 7053)

اس حدیث کا تعلق اصحاب رسول کی جماعت سے ہے - مسلمانوں کی جماعت اس دور میں چند نفوس پر مشتمل نہیں تھی بلکہ اسلام مسلسل پھیل رہا تھا اور وفات النبی تک تمام عرب میں اسلام غالب آ چکا تھا-اس حدیث کا تعلق مستقبل کی کسی تنظیم کے امیر یا پیر سے نہیں ہے

اسلام میں رابطہ و مدد کرنے کا حکم قیامت تک کے لئے ہے لیکن اپنے فرقے کو الناجیہ قرار دینے کے بعد اس کے امیر کی اطاعت کو فرض قرار دینا جہالت ہے —کیونکہ ان احکام کا تعلق حکومت سے ہے دعوتی و تبلیغی گروہوں سے نہیں ہے

سور النساء میں ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ

إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (59)

اور آیت 83 میں ہے

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

تفسیر طبری اور تفسیر ابن ابی حاتم میں اُولِی الاَمرِ پر اقوال ہیں- مجاہد اور ابن ابی نُجَیح سے منسوب شرح ہے

قال، وأخبرنا عبد الرزاق، عن الثوري، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد قوله "وأولي الأمر منكم"، قال هم أهل الفقه والعلم.

سند میں عبد اللہ بن اِبی نجیح یسار المکی ہے جس کا سماع مجاہد سے ثابت نہیں ہے

وقال إبراهيم بن الجنيد قلت ليحيى بن معين أن يحيى بن سعيد يعني القطان يزعم أن بن أبي نجيح لم يسمع التفسير من مجاهد

امام یحییٰ القطان نے دعوی کیا کہ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے تفسیر نہیں سنی

یہ مدلس بھی ہے سند میں عنعنہ بھی ہے

ابن عباس سے منسوب ہے اُولِی الاَمرِ یعنی اہل الفقہ والدین مراد ہے - سند ہے

حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَوْلَهُ: وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ يَعْنِي: أَهْلَ الْفِقْهِ وَالدِّينِ،

عَلِیِّ بْنِ اِبِی طَلْحَۃَ کا سماع ابن عباس سے نہیں ہے

اِکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الاثری کتاب المعجم الصغیر لرواۃ الإمام ابن جریر الطبری میں کہتے ہیں

أرسل عن ابن عباس ولم يره

یہ ابن عبّاس سے ارسال کرتا ہے ان کو دیکھا بھی نہیں ہے

عطاء بن ابی رباح سے منسوب قول ہے اُولِی الاَمرِ یعنی فقہاء و علماء - سند ہے

حدثني المثنى قال، حدثنا عمرو بن عون قال، حدثنا هشيم، عن عبد الملك، عن عطاء "وأولي الأمر منكم"، قال الفقهاء والعلماء.

یہاں ہشیم بن بشیر بن القاسم مدلس کا عنعنہ ہے

حسن بصری سے منسوب قول ہے اُولِی الاَمرِ یعنی علماء - سند ہے

" حدثنا الحسن بن يحيى قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا معمر، عن الحسن في قوله

وأولي الأمر منكم"، قال هم العلماء.

اس میں معمر مدلس کا عنعنہ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْحَضْرَمِيُّ بِحَضْرَمَوْتَ، ثنا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ، ثنا الْمُبَارَكُ بْنُ

فَضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ قَالَ: أُولِي الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَالْعَقْلِ

وَالرَّأْيِ.

مبارک مختلف فیہ ہے - جرح بھی ہے

ابو العالی سے منسوب قول ہے اُولِی الاَمرِ یعنی اھل العلم

حدثني المثنى قال، حدثنا إسحاق قال، حدثنا ابن أبي جعفر، عن أبيه، عن الربيع، عن أبي العالية في قوله "وأولي الأمر منكم"، قال هم أهل العلم

ابو العالیہ پر امام شافعی کی جرح ہے کہ اس روایت مثل ریح (کا اخراج) ہے

قتادہ سے منسوب ہے

حدثنا بشر بن معاذ قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا سعيد، عن قتادة:"ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولي الأمر منهم"، يقول: إلى علمائهم

ابن جریج سے منسوب ہے

حدثنا القاسم قال، حدثنا الحسين قال، حدثني حجاج، عن ابن جريج:"ولو ردوه إلى الرسول حتى يكون هو الذي يخبرهم ="وإلى أولي الأمر منهم"، الفقه في الدين والعقل.

قابل غور ہے کہ اصحاب رسول کی تعداد بہت ہے لیکن ان میں چند ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے نزدیک اس قابل تھے کہ ان کو امور سلطانی و حکام پر نافذ کیا جائے -اس طرح فقیہ اصحاب رسول چند ہیں جن میں ابن مسعود، علی، اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں -ان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کسی بھی جگہ اولی الامر مقرر نہیں کیا گیا